

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب :	(اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ)
المعرف بہ :	تعزیۃ داری کا شرعی حکم
تصحیح و مقدمہ :	اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا محقق بریلوی مناظر اہل سنت، ماہر رضویات، حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی برکاتی نوری ”مصروف“
کمپوزر :	ارشاد علی جیلانی برکاتی ”جان“ جبل پوری
سن اشاعت :	۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۲ء
ناشر :	مرکز اہل سنت برکات امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر
قیمت :	۵۰ روپے (Rs:- 5:00)

ملنے کے پتے

- (۱) فاروقیہ بک ڈپو، ٹیما محل، جامع مسجد، دہلی۔ ۶
- (۲) امجدیہ کتب خانہ، ٹیما محل، جامع مسجد، دہلی۔ ۶
- (۳) دارالعلوم غوث اعظم، امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر، گجرات
- (۴) رضا اکیڈمی، کامبیکر اسٹریٹ۔ بمبئی۔ ۳
- (۵) مکتبہ مدینہ، آحمد آباد

اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ

المعرف بہ

تعزیۃ داری کا شرعی حکم

:- مصنف :-

شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد مائۃ الحاضرہ، قاطع البدعات الضالہ، حامی اہل السنہ،
شیخ الطریقہ، ماہر الشریعہ، معجزۃ من المعجزات النبویہ، جامع الدلائل القاہرہ

الشاہ امام احمد رضا محقق بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

:- ناشر :-

مرکز اہل سنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر، گجرات

مروجہ تعزیہ داری کا حکم

سوال اول:- ۱- ۲۲ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے؟ بیـنـو

توجروا

الجواب:-

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پر نور حضور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر و مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا، سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں، ان کی مثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز۔ جیسے صد ہا سال سے طبقۂ فطریقۂ ائمہ دین و علمائے معتمدین نعلین شریف حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں۔ جسے اشتباہ ہو وہ امام علامہ تلمسانی کی ”فتح المتعال“ وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہاں بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صد ہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدا سنیں آئیں۔ اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ کوچہ، دشت بدشت، اشاعت غم کے لئے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کی جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے، کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ امام علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر ان ابرق پنی سے مرادیں مانگتا، منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشا، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح

طرح کے بیہودہ کھیل، ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبال ابتداء کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریا و تفاخر علانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے، باجے، بجتے چلے، طرح طرح کی کھیلوں کی دھوم، بازاری، عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ تو خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں۔ کچھ نوح اتار، باقی توڑ تاڑ، دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جدا گانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان و الثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے، قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے، تو کس قدر خوب و محبوب تھا اور اگر نظر شوق و محبت میں نقل روضہ انور کی بھی حاجت تھی، تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کئی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعہ سے بچتے، اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ:-

”اَتَقُومُوا مَوَاضِعَ التُّهْمِ“

(تہمت کی جگہ سے بچو)

اور وارد ہوا۔

”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَفْقَنُ مَوَاقِفَ
الْثُّمِّ“

(جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو)
لہذا روضہ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح
نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے، جس طرح
حریم شریفین سے کعبہ معظمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا ”دلائل الخیرات شریف“
میں قبور پر نور کے نقشے لکھے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی واللہ سبحانہ و
تعالیٰ اعلم

محفل میلاد میں شہادت نامہ پڑھنا

سوال دوم:- ۲

از:- امروہہ، مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں - ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ
کیا ارشاد ہے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا
پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

الجواب:-

شہادت نامہ نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں، اکثر روایات باطلہ و بے سرو پا
سے مملو اور اکاذیب موضوع پر مشتمل ہیں۔ ایسے بیان کا پڑھنا سننا شہادت ہو، خواہ کچھ اور مجلس
میلاد مبارک ہو، خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو
متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔
ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام جتہ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے حکم
فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی ”صواعق محرقة“

میں فرماتے ہیں۔

● ”قال الغزالی وغيره يحرم على الواعظ وغيره رواية
مقتل الحسين و حكايته الخ“
پھر فرمایا:-

● ”ما ذكر من حرمة رواية قتل الحسين و ما بعده لا ينافي
ما ذكرته في هذا الكتاب لان هذا البيان الحق الذي يجب
اعتقاده من جلالة الصحابة و براءتهم من كل نقص بخلاف ما
يفعله الوعاظ و الجهلة فانهم يأتون بالاخبار الكاذبة و
الموضوعة و نحوها و لا يبينون المحامل و الحق الذي يجب
اعتقاده الخ۔“

یونہی جب کہ اس سے مقصود غم پروری و تصنع و حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً ناجائز، شرع
مطہر نے غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غم
معدوم بہ تکلف و زور لانا، نہ کہ بہ تصنع و زور بنانا، نہ کہ اسے باعث قربت و ثواب ٹھہرانا، یہ سب
بدعات شنیعہ روافض ہیں۔ جن سے سنی کو احتراز لازم۔

حاشا للہ.....!!!! اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سید عالم ﷺ کی وفات اقدس
کی غم پروری سب سے زیادہ اہم و ضروری ہوتی۔ دیکھو حضور اقدس صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ
علیہ علی آلہ ماہ ولادت و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے۔ پھر علمائے امت و
حامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی و ولادت اقدس بنایا، امام ممدوح
کتاب موصوم میں فرماتے ہیں۔

● ”ایاہ ثم ایاه ان یشغلہ (ای یوم عاشوراء) ببدع الرافضة
و نحوهم من النذب و النیاحۃ و الحزن اذ لیس ذلک من اخلاق
المومنین و الا لکان یوم و فاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولی
بذلک و احرى الخ۔“

عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو اُن کے حال سے آگاہ ہے، خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا، بہ تکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے۔ اس کی شاعت میں کیا شبہ ہے۔

ہاں! اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہل بیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم، ان کے فضائل جلیلہ و مناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل، صبر جمیل کے اظہار میں ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری و ماتم انگیزی کے اندر سے کامل احتراز ہوتا، تو اس میں حرج نہ تھا مگر بینات ان کے اطوار، ان کی عادت، اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں۔ ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا، تو کیا ان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی؟ بیشمار مناقب عظیم اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائے۔ انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز و نوحہ نما و معانی حزن انگیز و غم افزا بیان کو وسعتیں دینا، انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے۔

غرض عوام کے لئے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے۔ پھر مجلس ملائک مانس میلاد اقدس تو عظیم شادی و خوشی و عید اکبر کی مجلس ہیں، اذکار غم و ماتم اس کے مناسب نہیں۔ فقیر اس ہیں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر۔ ﷺ اس تحریر کے بعد علامہ محدث سید محمد طاہر نقشبندی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری کہ انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ آخر کتاب مستطاب ”مجمع بحار الانوار“ میں فرماتے ہیں۔

”شهر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار والرحمة
شهر ربیع الاول فانہ شهر امرنا باظهار الحبور فیہ کل عام فلا
نکدرہ باسم الوفاۃ فانہ یشبه تجدید الماتم و قد نصوا علی
کراہتہ کل عام فی سیدنا الحسین مع انه لیس له اصل فی

امہات البلاد الاسلامیہ و قد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس
الاولیاء فکیف بہ سید الاصفیاء۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔“

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی و شادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمہ انوار رحمت ﷺ کا زمانہ ظہور ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں۔ اولیائے کرام کی عرسوں میں ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پر نور سید الاصفیاء ﷺ کے معاملہ میں اسے کیوں کر پسند کر سکتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ما الہم و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

شہادت نامہ پڑھنے کا حکم

سوال سوم: ۳-

از:- ریاست رامپور محلہ میاں گاناں، مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب محرم ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:-

ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ و کلمات ممنوعہ و نیت نامشروعہ سے خالی ہو، عین سعادت ہے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة اس کی تفصیل جمیل فتاویٰ فقیر میں ہے اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے۔
فاقول وباللہ التوفیق شی کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں۔ احکام شرعیہ شی پر بحسب وجود ہوتے ہیں۔ مجرد اعتبار

عقلی ناصالح و جود مطمح نظر احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے، جو فعلیت میں آ نہیں سکتا موضوع سے خارج ہے۔ تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعہ مفارقت متعاقبہ ہوں کہ شیء کبھی ایک کے ساتھ پائی جاتی ہے کبھی دوسرے کے، تو ہر دو انحاء وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جاسکتا ہے اور ایسی ہی جگہ متصور ہے کہ نفس شیء کا حکم ان بعض احکام شیء مع بعض الاعتبار سے جدا ہو، مگر زوائد کے لوازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے۔ جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کے سطح ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن پھر ماہیت عرفیہ میں رکینت تابع عرف ہے اور بعض اجزائے سطح ماہیت تغیر اعتبار شیء نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموعہ ارکان مخصوصہ بینات معلومہ کا نام ہے، اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل بینات ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے، جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم، تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی، نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار متبدل۔ جب یہ مقدمہ مہم ہوں لیا فرق احکام ظاہر ہو گیا۔ شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے، نہ لازم وجود، ولہذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں، اسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہو گئے۔ ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شیء مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہ ہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سرو پا بلکہ کلمات توہین ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء پڑھنا اختیار کیا ہے۔ اس سے حقیقت مجلس متبدل نہ ہوئی، نہ عوارض نے دائرہ عروض سے

آگے قدم رکھا۔ جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شیء ہے جو ان مجالس سے حقیقت جدا گانہ رکھتی ہے۔ بخلاف تعزیہ داری کہ اس کا آغاز اگرچہ یوہیں سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضر روضہ مقدسہ حضور سید الشہداء شہزادہ گلگوں قبایلی جدہ الکریم و علیہ الصلوٰۃ و الثناء کو کل امور سلطنت دیکھا۔ بنظر شوق و تبرک تمثال روضہ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً و عدماً بالکل بے علاقہ ہے۔ اگر کوئی شخص روضہ انور حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اسے تعزیہ کہیں گے نہ اس شخص کو تعزیہ دار حالانکہ اتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال نئی نئی تراش و خراش کی کچھلی پٹیاں، کسی میں براق، کسی میں پریاں، جو گلی کو چپہ گشت کرائی جاتی ہیں، ہرگز تمثال روضہ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی، نہ کہ صد ہا مختلف، انہیں ضرور تعزیہ اور انکے مرکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے۔ تو بدایہ ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے، نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہوا اور یہ نامشروعات امور زوائد و عوارض مفارقت سمجھے جاتے ہوں۔ ولہذا فقیر نے اپنے فتاویٰ میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکلہ نیست و نابود کر کے الخ۔

اور آخر میں کہا:-

اب تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔

یہ اُسی فرق جلیل و نفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ مہمہ میں گزرا۔ بالجملة شہادت نامہ کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح و مود ہے اور شائع زوائد و عوارض اگر ان سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا، نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے۔ نہ اس کے عدم سے معدوم، تو یہ فی نفسہ ناجائز و حرام ہے۔ اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اضنام ہے و دو سواع و یغوث و یعوق و نسر صالحین تھے۔ ان کے انتقال پر ان کی یاد کیلئے ان کی صورتیں تراشیں بعد مرور زمان کچھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا، تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی

انہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی، یہ شائع زوائد و عوارض خارجہ تھے ولہذا شرائع الہیہ مطلقاً ان کے رد و انکار پر نازل ہوئیں۔

بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

”کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلكوا
اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي
كانوا يجلسون انصا با و سموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى
اذا هلك اولئك و نسخ العلم عبت“
فاکھی عبید اللہ بن عمیر سے راوی:-

”قال اول ما حدثت الاصنام على عهد نوح و كانت الابناء
تبر الآباء فمات رجل منهم فجزع عليه ابنه فجعل لا يصبر عنه
فاتخذ مثالا على صورته فكلما اشتاق اليه نظره ثم مات ففعل
به كما فعل ثم تتابعوا على ذلك فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ
هذه آباؤنا الا انها كانت الهتهم فعبدوها“

یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کر کے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم
عوارض لگاتے اور تعزیر دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے
فاحش میں پڑ جاتے ہیں۔ وباللہ العصمة واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

عشرہ محرم میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانا

سوال چہارم:- ۴

مسئلہ از:- دھام پور ضلع بجنور، مرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب۔

۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانا

اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علماء ممانعت کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی جو
امر صحیح ہو عند الشریعہ ارقام فرمائیے۔ اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے؟ بیسوا
توجروا۔

الجواب:-

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ یہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسائی ارواح طیبہ
وائمہ اطہار مقصود ہو، بلاشبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے۔

● حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:-

”اذا كثرت ذنوبك فاسق الماء على الماء تتناثر الذنوب
كما يتناثر الورق من الشجر في الريح العاصف۔“

”جب کہ تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا۔ گناہ جھڑ جائیں گے جیسے
سخت آندھی میں پیڑ کے پتے۔“ (رواہ الخطیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)
اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بائنا بھی مندوب و باعث اجر ہے۔

● حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:-

”ان الله عز وجل يباهي ملائكته بالذين يطعمون الطعام
من عبده۔“

”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات
فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں“ (رواہ ابو الشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلہ)

مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں
جاتی ہیں، کچھ زمین پر گر جاتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے آتی ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الہی کی
بے تعظیمی ہے۔ بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دلہن دولہا کی منجھاور میں
معمول ہے منع فرمایا ہے کہ روپے پیسے کو اللہ عز و جل نے خلق کی حاجت روائی کیلئے بنایا ہے،
تو اسے پھینکنا نہ چاہیئے۔ پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔

● بزار یہ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الہدیۃ والمیراث میں ہے کہ:-

”هل يباح نثر الدراهم قلیل لا و قلیل لا باس به و علی هذا الدنانیر و الفلوس و قد يستدل من کره بقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدراهم و الدنانیر خاتمان من خواتم اللہ تعالیٰ فمن ذهب بخاتم من خواتم اللہ تعالیٰ قضیت حاجته۔“

● کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یونہیں مرثیہ۔ ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں ہے۔

”نهی رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن المراثی۔“ (رواه ابو داؤد و الحاكم عن عبد الله بن اوفى رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجتہ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں:-

● کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہل بیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو، وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوئی یا گریباں درمی یا ماتم یا قنص یا تجرید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں، تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ کا بلاشبہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے۔

”عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة۔“

ولہذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں:-

”ما ذکر من حرمة رواية قتل الحسين و ما بعده لا ینافی ما ذکرته فی هذا الكتاب لان هذا البیان الحق الذی يجب اعتقاده من جلالة الصحابة و براءتهم من کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ و الجهلة فانهم یاتون بالاخبار الکاذبة الموضوعة و نحوها و لا یبینون المحامل و الحق الذی يجب اعتقاده“ واللہ

سبحانہ تعالیٰ اعلم

عشرہ محرم میں مرثیہ خوانی کی مجلس

سوال پنجم:- ۵

از:- مفتی گنج، ضلع پٹنہ، ڈاکخانہ ایک نگر سرائے۔ مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر سکان مفتی گنج۔ ۲۷/رمضان شریف ۱۳۱۸ھ۔

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوئی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سنی المذہب ہے۔ ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:-

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجرید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو، فی نفسہ حسن و محمود ہے۔ خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے۔ عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے۔ ”نهی رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن المراثی“ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

مختلف رسومات عشرہ محرم کے متعلق

سوال ششم: ۶-

از: - نواب گنج ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان صورتوں میں کہ:-

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں، نیاز کھاتا ہوں۔

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ بت ہے بسبب لگانے صورت کے۔

(۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے کہ جو براق اور حور جنت میں ہیں۔

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے مسجد میں کیا ہے؟ وہ اینٹ گارا ہی تو ہے، جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کا غد وغیرہ ہیں۔

(۷) ایک شخص کہتا ہے کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں۔ لکھ کر شرع کے سپرد کرو، آپس میں جھگڑا مت کرو۔

(۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔

(۹) ایک شخص نے کہا جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب:-

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے۔ واقعی حضرت امام کی نام کی نیاز کھانی چاہیے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہیے۔ اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط اور بیہودہ ہے۔ تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہیے اور وہ نیت کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا۔ مفسدہ اس میں یہ ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں۔ لہذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے۔ اولیائے کرام کی مزارات پر جو شیرینی، کھانا، لوگ بہ نیت تصدیق لیجاتے ہیں اسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔

(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کی چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے۔ چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے۔ باقی سب کھانے، شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھونا نہیں ہو سکتے۔

(۴) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں۔ اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں بت ہیں اور مجاز اکل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود مطلق ہو، تو یہ سخت زیادتی ہے۔ انصاف یہ ہے کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

(۵) اس شخص کا یہ محض افتراء ہے کہ کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذ پتی کی صورتیں۔ جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسکروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہوں بھی تو حور و براق کی تصویریں کب حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ و بد عقل و بد زبان ہے۔ مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا، نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الہی بجالانے کیلئے تمام حقوق عباد سے جدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الہی پر چھوڑی گئی۔ اب وہ شعائر اللہ سے ہو گئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے۔

قال الله تعالىٰ -

”وَمَنْ يَعْظَمْ شُعَائِرَ اللَّهِ فَاَنْهَاهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ -“

اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے۔ والعیاذ باللہ۔
(۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے۔

قال الله تعالىٰ -

”فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ -“

(۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم آپس میں بحث نہ کرو، اہل شرع سے پوچھو، تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے، تو یہ بہت برا کہا اور شرع پر افتراء کیا۔ اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کہا۔

(۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے۔ تعزیہ کا چڑھاؤ کھانا ان وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے۔
فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ :-

اس بکری کو جو ہندو نے اپنی بت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کر دی، تصریح فرمائی کہ حلال ہے۔ **وَيَكْرَهُ لِمُسْلِمٍ** مسلمانوں کیلئے مکروہ ہے۔ جب وہاں صرف کراہت کا حکم تو یہاں تحریم کیوں کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شیعوں کی مجلس مرثیہ خوانی میں جانے کی ممانعت

سوال ہفتم :- ۷

مسئلہ از :- اترولی، ضلع علی گڑھ، محلہ مغلاں، مسئلہ اکرام عظیم صاحب۔

۱۸ / جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ

مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب :-

حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :-

”مَنْ كَثُرَ سَوَادُ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ -“

وہ بد زبان ناپاک لوگ اکثر تہرا ایک جاتے ہیں، اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دینے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ و کلمات شنیعہ و اتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیوں کے، اور منع نہ کر سکیں گے۔ ایسی جگہ جانا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَا تَقْعُدُوا بِالذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - واللہ تعالیٰ اعلم۔

تعزیه بنانا، تعزیه پر نذر و نیاز کرنا اور عرضی تعزیه پر لٹکانا

سوال ہشتم: ۸-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ :-

تعزیه بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانہ متعلق تعزیه داری و الم داری کے ہیں، موافق مذہب اہل سنت کے تصور کرے، تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں؟ اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں؟ در صورتیکہ وہ امور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہل سنت و الجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب:-

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں۔ انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت و مطابق مذہب اہل سنت ماننا اس سے سخت ترو خطائے عقیدہ و جہل اشد ہے۔ شرعی تعزیر حکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے با ایں ہمہ وہ شرک و کفر ہرگز نہیں، نہ اس بناء پر عورت نکاح سے باہر ہو، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے، جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق توسل نہیں ہوتے، باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذ اللہ شرک ہو، یہ وہابیہ کا جہل و ضلال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط۔